وہ دُعائیں مانگیں جو اللہ نے انعام پانے والوں کا رستہ پانے کی دُعا کرنے والوں کو سکھائیں

اس سے یہ کٹھن راستہ اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں کے لئے آسان فرما دیا

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
خطبہ نمبر: ۲۲
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۱/۷۶ | سوموار ۲۸۔ شوال ۱۴۱۱ھ، ۱۳۔ ہجرت ۱۳۷۰ ہش، ۱۳۔ مئی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۰۷

دنیا کی اور کوئی کتاب نہیں جس نے تمام انبیاء کرام کی دعاؤں کا خلاصہ اس شان اور حفاظت کے ساتھ پیش کیا ہو جیسا قرآن نے پیش کیا ہے

یہ وہ دُعائیں ہیں جن کی قبولیّت کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے وعدہ کیا ہے

حضرت ابراہیمؑ، حضرت طالوتؑ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ دعاؤں کا نہایت پُر لطف اور بصیرت افروز تذکرہ

واقفینِ نَو بچّے پانے کی خواہش کرنے والوں کو حضرت زکریاؑ کی دعا کرنے کی تلقین

خطبہ جمعہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز۔ بتاریخ ۱۲۔ شہادت ۱۳۷۰ ہش (۱۲۔ اپریل ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

عبادت کرنے والوں کو الوداع کہنے والے

"مسافر گاڑیاں جب مختلف سٹیشنوں پر رُکتے رُکتے اپنا لمبا سفر طے کرتی ہیں تو ہر سٹیشن پہ الگ الگ نظارہ ہوتا ہے۔ کہیں تھوڑے مسافر چڑھتے ہیں۔ کہیں زیادہ مسافر چڑھتے ہیں۔ کہیں تھوڑے لوگ چھوڑنے کے لئے آئے ہوئے ہوتے ہیں کہیں زیادہ لوگ، جو بڑے بڑے سٹیشن ہیں اُن پر بہت رونق ہوتی ہے اور جب تک گاڑی چلتی نہیں سارا سٹیشن مختلف لوگوں کی گہما گہمی سے پُر رونق ہؤا ہوتا ہے۔ چہل پہل ہوتی ہے۔ باتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ پھر گاڑی چلی جاتی ہے تو سٹیشن سُونا سا رہ جاتا ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو مسافر نہیں ہوتے صرف مسافروں سے ملنے کے لئے آئے ہوتے ہیں۔ جمعۃ الوداع کی بھی کچھ ایسی ہی صورت ہے۔ عبادت کرنے والوں کی گاڑی جو جمعہ بر جمعہ ٹھہرتی ٹھہرتی آخر رمضان مبارک کے جمعوں میں داخل ہوتی ہے تو اچانک جمعوں پر رونق بڑھنے لگتی ہے۔ اور پھر ایک ایسا جمعہ بھی آتا ہے جیسا آج ہے جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے، اس جمعہ پر تو اتنی رونق ہوتی ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ سارے مسافر ہیں۔ جو اس گاڑی پر چڑھنے کے لئے آئے ہیں لیکن جب یہ گاڑی یہاں سے گزر کر اگلے جمعہ پر پہنچتی ہے جو رمضان مبارک کے بعد آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسافر تو وہی چند ایک ہی تھے جو سارا سال سفر کرتے رہے باقی تو چھوڑنے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ پس بہت سے ایسے بھی ایمان لانے والے ...... ہیں جو آج عبادت کرنے والوں کو چھوڑنے کے لئے آئے ہوئے ہیں، الوداع کہنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ خود بھی عبادت میں شریک ہیں لیکن یہ وقتی شرکت ہے، چند لمحوں کی شرکت ہے۔ جب تک اس جمعہ پر یہ گاڑی ٹھہری رہے گی وہ بھی شریک رہیں گے، جب یہ گزر جائے گی تو پھر وہ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوں گے۔ خدا کی راہ کے مسافر وہی ہیں جو عبادت کی گاڑی پر سوار ہو کر پھر اس کو چھوڑتے نہیں۔ سٹیشنوں پر اترتے ہیں تو عارضی طور پر لیکن دائم کے سوار ہیں، ہمیشہ ہمیش کے مسافر ہیں اور کبھی بھی وہ عبادت سے تعلق قائم کرکے پھر تعلق توڑا نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کے مختلف احوال ہیں جو وقتی طور پر آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جنہیں پھر خدا یہ توفیق بخشتا ہے کہ اُن کے دل میں بھی سفر کا شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ وداع کرنے آتے ہیں، پھر آتے ہیں، پھر آتے ہیں، پھر خیال آتا ہے کہ کیوں نہ ہم بھی اسی گاڑی کے مسافر بن جائیں تو وہ لوگ جو سچّے ایمان لانے والے ہیں ان میں کمزور بھی ہیں لیکن رفتہ رفتہ کمزور طاقتور ہوتے چلے جاتے ہیں اور اُن کی بدیاں جھڑتی چلی جاتی ہیں اور بدیوں کی بجائے نیکیاں عطا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس سچّے (ایمان لانے والوں) کی گاڑی ہمیشہ پہلے سے زیادہ بھرتی رہتی ہے۔ وہ لوگ جو پیچھے رہ جانے کے عادی ہیں اور ہمیشہ پیچھے رہ جانے کے عادی ہیں ان کے متعلق بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُن کو عذاب دے گا یا اُن سے ناراضگی کا اظہار فرمائے گا۔ بعض خوش قسمت ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی موت کی گھڑی سعادت کی گھڑی ہوتی ہے۔ ایسی حالت میں اللہ ان کو بلاتا ہے کہ وہ نیکی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ایسے خوش نصیب وہ ہیں جو توقع رکھ سکتے ہیں کہ اگرچہ ہم کبھی کبھی آئے لیکن خدا نے اس وقت بلایا جبکہ ہم نیکوں میں شمار ہو رہے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ دعا خصوصیت سے سکھائی کہ اے خدا! ہمیں اس وقت بلانا، اس وقت ہمیں مارنا جب ہم تیرے حضور نیکوں میں شمار ہو رہے ہوں تو ہمیں چاہیئے کہ ان چھوڑنے کے لئے آنے والوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور خصوصیت سے یہ دعا کریں کہ ان سب کے انجام نیک ہوں اور رفتہ رفتہ ان کو بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبادت کے دائمی سفر کی توفیق عطا ہو۔

انعام پانے والوں کے رستہ پر چلنے والوں کی دعائیں

مَیں نے گذشتہ چند خطبات میں سورۂ فاتحہ کا ذکر کیا تھا کہ کس طرح سورہ فاتحہ عبادت کے راز سکھاتی ہے۔ اور عبادت میں لذّت پیدا کرتی ہے اور اس مضمون کے آخری حصّے میں ہم داخل ہو چکے تھے جس میں ہم اس دعا پر غور کر رہے تھے کہ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تُو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب نازل ہؤا اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو گمراہ ہوئے) اور مَیں نے آپ کو بتایا کہ (ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام نازل ہؤا) میں جن لوگوں کا ذکر ہے اگرچہ وہ سب انعام یافتہ ہیں لیکن ان کی زندگیاں بڑی مشقتوں اور تلخیوں میں گزریں اور خدا کی راہ میں انہوں نے بڑے بڑے ابتلاء دیکھے اور ایسے بھی تھے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کہ جنہوں نے خود ابتلاؤں کے تقاضے کئے کہ اے خدا! ہمیں ہماری قربان گاہیں دکھا۔ ہمیں ان رستوں پر چلا جن رستوں پر چل کر ہم تیری راہ میں دُکھ اٹھائیں اور پھر ثابت قدم ٹھہریں اور تجھ سے نئے اعزاز پائیں۔ لیکن ان تمام باتوں کا ذکر کرنے کے بعد جن میں سے ایک حصّہ مَیں پچھلے جمعہ میں بیان کر چکا ہوں اور ایک وہ حصّہ تھا جسے بیان نہیں کر سکا۔ لیکن ان کا ذکر قرآنِ کریم میں موجود ہے، اُن سب تاریخی واقعات پر نظر ڈالتے ہوئے، جب غور کرتے ہوئے ایک (صاحب ایمان) آگے بڑھتا ہے تو دل میں خوف پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مَیں کیا دعا کر رہا ہوں۔ ایسی مشکل اور ایسی مصیبت کی دعا اور ایسی دعا جس پر ہو سکتا ہے مَیں ثابت قدم نہ ٹھہر سکوں۔ مشکلات کو اپنے منہ سے دعوت دینا اور امتحان کو بلانا بڑے حوصلے کا کام ہے لیکن اس کے باوجود ہر نماز کی ہر رکعت میں یہ دعا کرنے پر مجبور ہے کہ مجھے انعام پانے والوں کا رستہ دکھا اور اس کی تفصیل قرآن کریم نے جو بیان کی ہے وہ بہت ہی دل ہلا دینے والی تفصیل ہے۔ ایسی تفصیل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی مشکل کا جان جوکھوں کا رستہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ پہلے لوگوں نے یہ رستہ کیسے طے کیا تھا۔ وہ رستہ انہوں نے ایسے طے کیا کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود سکھایا کہ کیا کرو! کس طرح یہ مشکلیں تم پر آسان ہو جائیں گی! اور یہ آگ تمہارے لئے گلزار بنا دی جائے گی۔ فرمایا...... اے میرے بندو! صبر کے ساتھ اور عبادتوں کے ساتھ اور دعا مانگتے ہوئے مجھ سے ہی مدد چاہو۔ پس (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں جس استعانت کی دعا ہمیں سکھائی گئی اس کا تفصیل کے ساتھ اعادہ کیا گیا اور پھر خدا نے وہ دعائیں بھی اکثر خود سکھائیں۔ پس اب مَیں اُن دعاؤں کے اس مضمون میں داخل ہوتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے خود (ایمان والوں) کی یہ راہ آسان فرما دی۔ انہیں دعاؤں کے طریق سکھائے یا اُنکی بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے اٹھی ہوئی دعاؤں کو قبول فرمایا اور اُنکے ذکر کو بڑے پیار کیساتھ قرآن کریم میں محفوظ فرما دیا۔ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں اور مَیں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ دنیا کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس نے تمام انبیاءؑ کی دعاؤں کا خلاصہ اس شان کے ساتھ اس حفاظت کے ساتھ پیش کیا ہو جس طرح قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ ہر قسم کی ضرورت کی دعا کے بہترین نمونے محفوظ کر دیئے۔ پس وہ لوگ جو یہ دعا مانگتے ہیں۔ (ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا) ان کے لئے ضروری ہے کہ اس دعا کی اگلی شاخوں سے بھی واقف ہوں۔ یہ دعا جو آگے دعائیں پیدا کرتی ہے اور جن کے بغیر یہ سفر طے ہونا ممکن نہیں ہے ان دعاؤں پر نظر رکھیں۔ ان کے پس منظر سے واقف ہوں ان کیفیتوں سے آشنا ہوں جن کیفیتوں میں وہ دعائیں مانگی گئی تھیں جوں جوں ہم اس مضمون میں آگے بڑھیں گے یہ مضمون جو بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے آسان ہوتا چلا جائے گا۔ اور ان مشکلات میں سے لذت پھوٹنے لگے گی۔ پس اس لحاظ سے مَیں قرآن کریم کی دعائیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب سے قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ مَیں نے ان کو مضمون وار الگ الگ نہیں کیا لیکن اس سے پہلے میں یہ بتا دوں کہ ان دعاؤں کے متعلق خدا کا جو وعدہ ہے کہ مَیں قبول کرتا ہوں وہ وعدہ درحقیقت ایسی ہی دعاؤں کے متعلق ہے جن کا ذکر آنے والا ہے۔ ورنہ بسا اوقات انسان اس مخمصے میں پھنس جاتا ہے کہ خدا نے تو وعدہ کیا ہے کہ میں دعائیں قبول کرتا ہوں اور میں بڑی دیر سے دعا کر رہا ہوں کہ یہ کر دے وہ کر دے یہ دے دے وہ دے دے اور مجھے کوئی جواب نہیں ملتا تو اس آیت کو جو مَیں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں ان دعاؤں کے مضمون کے ساتھ ملا کر سمجھیں تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ کون سی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور کون سی مقبول نہیں ہوتیں۔ فرمایا...... (سورۃ البقرہ: ۱۸۷) کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم! جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو... مَیں قریب ہوں... ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں۔ جب وہ مجھے بلاتا ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ..... میری باتوں کا بھی تو جواب دیا کریں۔ میری آواز پر بھی تو کان دھرا کریں۔ یہ نہ ہو کہ یکطرفہ مجھے بلاوے بھیجتے رہیں اور جب مَیں ان کو بلاؤں تو وہ پیچھے ہٹ جائیں... اور وہ مجھ پر سچا ایمان رکھیں... تاکہ وہ ہدایت پائیں اور کامیاب ہوں۔

یہ رُشد کا رستہ قبولیت دعا کا رستہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں تفصیل سے سمجھایا کہ وہ کونسا رستہ ہے اور کیسے لوگ ہیں جو اس رستے پر چلتے ہیں تو ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

قرآن کریم کی سورتیں اگرچہ اس ترتیب سے نہیں ہیں جس ترتیب سے یہ نازل ہوئیں لیکن جو ترتیب وحیٔ الٰہی کے مطابق مقرر ہوئی اور جس ترتیب کے ساتھ ہم قرآن کریم کو آج پاتے ہیں اس ترتیب میں گہری حکمتیں ہیں اور مضمون کا تسلسل ہے۔ ایسی دعاؤں کے تسلسل میں بھی خدا تعالیٰ نے بعض گہری حکمتوں کو پیش نظر رکھا ہے، اس لئے مَیں ترتیب کو مضامین کے لحاظ سے بدلنے کی بجائے بعینہٖ اسی طرح آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس طرح قرآن کریم نے پیش فرمائی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائیں

سب سے پہلی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیان ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی کیا اہمیت ہے۔ آپ ابوالانبیاء کہلاتے ہیں یعنی وہ عظیم الشان نبیوں کا سلسلہ جس پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پیدا ہوئے اس کے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ فرمایا..... (سورۃ البقرہ: ۱۲۷ تا ۱۳۰) یہ اس وقت کی دعا ہے جبکہ خانہ کعبہ کے کھنڈرات تو موجود تھے۔ یعنی بعض بہت پرانے اور تقریباً معدوم مٹے ہوئے آثار موجود تھے لیکن خانہ کعبہ کی کوئی عمارت نہیں تھی۔ وحی الٰہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس جگہ پہنچے، اسے تلاش کیا اور وہیں آپ نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑا اور بعد میں جب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ مدد کرنے کے قابل ہوئے تب اس کی تعمیرِ نو شروع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کا حصہ اس میں ڈالنا ضروری تھا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے پیدا ہونا تھا اس لئے آپ نے انتظار کیا کہ یہ بچہ جو دنیا کے عظیم ترین نبی کا جدّ امجد بننے والا ہے جس کی خاطر خانہ کعبہ کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا، جس نے خدا کے اس گھر کی تعمیر کے مقاصد کو اپنی انتہا تک پہنچانا تھا اس کا ہاتھ بھی اس تعمیر میں ساتھ لگ جائے اور شامل ہو جائے۔ پس قرآن کریم میں جہاں بھی تعمیرِ نو کا ذکر ہے وہاں حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ حضرت اسماعیلؑ کو ضرور شامل فرمایا گیا ہے اور دعاؤں میں بھی دونوں مل کر دعائیں کرتے ہیں اس وقت تک صرف دو ہیں لیکن آگے جا کر جو دعائیں آئیں گی ان میں تعداد بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ فرمایا..... اس جگہ کو امن کی جگہ بنا..... اور جو بھی یہاں رہیں ان کے لئے ہر قسم کے پھل مہیا فرما..... وہ لوگ جو اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان لانے والے ہوں خدا نے فرمایا..... جو انکار بھی کر دے گا اسے بھی ان دنیاوی فوائد میں سے کچھ نہ کچھ میں ضرور پہنچاؤں گا۔ یہ نہیں کہ ادھر کسی نے انکار کیا ادھر مَیں نے نعمت کا ہاتھ کھینچ لیا۔ تو جہاں تک ثمرات دنیا کا تعلق ہے وہ مَیں انکار کرنے والوں کو بھی دیتا رہوں گا۔ لیکن کچھ عرصے تک، ہمیشہ کے لئے نہیں..... کچھ عرصے سے مراد دنیا کی زندگی ہے یعنی دنیا کی زندگی میں مَیں پھلوں سے محروم نہیں کروں گا۔ لیکن جب وہ مر کر میرے حضور پیش ہو گا تو اس لئے مَیں اس کو عذاب سے مبّرا قرار نہیں دوں گا کہ اس کو مَیں نے دنیا میں نعمتیں دی تھیں۔ پس خانہ کعبہ کی نعمتوں سے وہ فائدہ اٹھانے والا تو ہو گا۔ لیکن اپنے کفر یا ناشکری یا انکار کی وجہ سے مرنے کے بعد پھر اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور یہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے جس کی طرف وہ لوٹ کے جانے والا ہے..... اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیمؑ نے قواعد بیت کو، اللہ کے گھر کی بنیادوں کو استوار کرنا شروع کیا..... اور اسماعیلؑ اس کے ساتھ ساتھ تھا تو (اس وقت) پہلی دعا ان کی یہ تھی..... کہ اے خدا! ہم سے اس کو قبول فرما لے۔

حضرت ابراہیمؑ کی جو یہ دعا ہے اور حضرت اسماعیلؑ کی یہ دعا ہے۔ اس دعا میں بہت گہری حکمتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ سمجھائی گئی ہے کہ خدا کی خاطر اتنی مشقت اٹھا کر، اتنی مصیبتیں برداشت کر کے ایک ویرانے میں ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچے کو لے کر آیا پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لمبی مصیبتوں میں انتظار کیا۔ بھوک دیکھی، پیاس دیکھی، ہر قسم کی تکلیفیں اٹھائیں۔ بار بار آتا رہا یہاں تک کہ وہ بچہ بڑا ہو گیا اور خدا کی محض خدا کی خاطر گھر تعمیر کیا جا رہا ہے لیکن انکسار کا یہ عالم ہے کہ...... دعا شروع کی۔ اے اللہ! قبول فرما لینا۔ گھر تو تیری خاطر بنا رہے ہیں۔ خالصۃً نیکی کی خاطر لیکن انسان خود اپنی نیتوں کی کنہوں سے واقف نہیں ہوتا، انسان اپنے اندرون حال سے خود واقف نہیں ہوتا، اس لئے ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہم تیرے حضور پیش کر رہے ہیں اسے اپنی رحمت سے قبول فرما لینا...... سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے۔ صرف دعائیں سنتا ہی نہیں ان کے احوال سے واقف ہے۔ ان کے رازوں سے واقف ہے۔ ان نیتوں سے واقف ہے جو دعاؤں سے پہلے ہوتی ہیں اور جن کے نتیجے میں دعائیں اٹھتی ہیں......

اے خدا! اس عبادت کے گھر کا کیا فائدہ؟ اگر ہم بنانے والے خود تیرے حضور مسلمان نہ ٹھہریں۔ پس ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا...... ہمیشہ کے لئے اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا...... اور فرمانبرداری کی حالت میں ہمیں عبادت کے راز بھی سکھانا اور قربان گاہیں بھی دکھانا...... سے دونوں مراد ہو سکتے ہیں عبادت کا طریق بھی اور قربانی کا طریق اور وہ جگہیں جہاں انسان قربانی پیش کرتا ہے...... لیکن پھر ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہم سے بخشش کا سلوک فرمانا۔ ہماری توبہ کو قبول کرنا...... تُو تو بے انتہا توبہ قبول کرنے والا ہے اور بے حد رحم کرنے والا ہے۔

پس نیکی کی دعاؤں کے ساتھ یہ عاجزی اور انکساری کی گریہ وزاری بھی جاری ہے اور اعتراف ہے کہ ہم کچھ بھی نہیں۔ ہم گنہگار ہیں۔ ہم نیکی کے جو کام بھی کرتے ہیں ان پر بھی ہمیں پورا یقین نہیں ہو سکتا جب تک تیری طرف سے رضامندی حاصل نہ ہو جائے کہ یہ نیکیاں قبول بھی ہوں گی کہ نہیں...... اے خدا! ان لوگوں میں سے جو یہاں پیدا ہوں گے وہ عظیم الشان رسول برپا فرما...... جو تیری آیات ان پر تلاوت کرے گا...... اور انہیں کتاب بھی پڑھائے گا اور اس کی حکمت بھی...... اور ان کو پاک فرمائے گا...... یقیناً تو غالب قدرتوں والا اور بڑی حکمتوں والا ہے۔

غیر معمولی تقویٰ اور انکسار کے ساتھ کی جانے والی دعا

یہ دعا کی وہ تان ہے جہاں جا کر یہ دعا ٹوٹی ہے۔ جہاں جا کر یہ دعا اپنے عروج تک پہنچی ہے اور اب سمجھ آئی کہ پہلی دعاؤں میں اس قدر تقویٰ کی باریک راہوں کی پیروی کیوں ہو رہی تھی؟ اتنا انکسار کیوں تھا؟ اتنی بار بار کی احتیاط کیوں تھی کہ اے خدا ہماری دعاؤں کو قبول فرمانا۔ ہمیں پاک و صاف رکھنا۔ ہم میں ذرا بھی غیر کا کوئی شائبہ تک باقی نہ رہے۔ خالص تیرے لئے ہم یہ کام کر رہے ہوں اور تُو ان کاموں کو قبول کر رہا ہو۔ کیونکہ یہ دعا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سلسلے کی بنیاد ڈالنے والی دعا تھی۔ اور اس عظیم الشان رسول کے برپا کرنے کی دعا تھی جس کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا تھا۔ اس لئے غیر معمولی تقویٰ کی ضرورت تھی اور غیر معمولی انکسار کی ضرورت تھی۔ یہ وہ مقام تھا جہاں تکبر داخل ہو سکتا تھا۔ بعض تکبر نیکی میں بھی داخل ہو جاتے ہیں اور شیطان بہکا سکتا تھا کہ تم دونوں؟ تم تو اتنے عظیم الشان وجود ہو کہ وہ عظیم وجود جس کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا گیا تھا وہ تمہاری نسل سے پیدا ہونے والا ہے تو جتنا بڑا مقام عطا ہونے والا تھا اتنی ہی عاجزی بھی سکھائی گئی اور اس طرح انہوں نے عاجزانہ طور پر خدا کے حضور یہ دعائیں مانگیں جو بعینہٖ اسی طرح قبول ہوئیں۔ حیرت انگیز طریق پر انہیں لفظوں میں یہ دعا قبول ہوئی ہے جن لفظوں میں ابراہیم علیہ السلام نے خدا سے مانگی تھی لیکن ترتیب انسانی سوچ کی تھی اگرچہ نبی تھا مگر بہرحال انسان تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ترتیب بدل دی چنانچہ فرمایا...... (سورۃ الجمعۃ: ۳) ابراہیم علیہ السلام نے تو یہ عرض کیا تھا کہ جب وہ تلاوت آیات کر دے، پھر ان کی تعلیم دے دے، پھر ان کی حکمت سکھا دے تو اس کے نتیجے میں اس کے اندر پاک کرنے کی صفات پیدا ہو جائیں گی، پاک کرنے کی اہمیت پیدا ہو جائے گی۔ پھر وہ ان کو پاک کرے کیونکہ جب آیات پڑھی جائیں گی، ان کی تعلیم دی جائے گی، ان کی حکمت سکھائی جائے گی تو یہ سارا پاک کرنے والا ایک ایسا سلسلہ ہے جس کے نتیجے میں جو بھی لوگ اس کارخانے سے گزریں گے آخر تک پہنچتے پہنچتے پاک ہونے کے لئے تیار ہوں گے...... پھر وہ ان کو پاک بھی کرے گا۔

خدا تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اصل مقام قبولیتِ دعا کے وقت ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ ابراہیم کی سوچ تو یہ تھی کہ وہ کتاب اور حکمت سکھانے کے بعد پھر ان کو پاک کرے گا مگر میں یہ کہتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں دو ایسی خوبیاں ہیں جن میں وہ سب دوسرے نبیوں سے ممتاز ہے اور پہلے نبی ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ایک یہ کہ وہ ذاتی طور پر ایسی قوتِ قدسیہ رکھتا ہے کہ کتاب سکھانے سے پہلے اور اس کی حکمتیں بتانے سے پہلے محض اپنے وجود کی برکتوں سے لوگوں کو پاک کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ پس تلاوتِ آیات تو بہرحال اول ہے کیونکہ خدا کے پیغام کو سنائے بغیر کوئی طاقت بھی حاصل نہیں ہوتی لیکن ساتھ ہی فرمایا...... وہ پہلے پاک کرتا ہے اور پاک کرنے کے لئے کسی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا وجود خود پاک کرنے والا ہے اور دوسرا امتیاز یہ ہے کہ پہلے لوگ تو ایسے مدرسوں میں داخل ہوتے تھے کہ داخل ہونے سے پہلے پاک نہیں ہوتے تھے، داخل ہونے کے بعد پاک کئے جاتے تھے اور گویا پاک ہو جانا ان مدارس کا منتہیٰ اور مقصود تھا۔ فرمایا یہ اونچا مدرسہ بنایا گیا ہے کہ یہاں داخل ہونے کے لئے پاک کی ضرورت ہے۔ جب تک پاک دل لے کر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قدموں میں حاضر نہیں ہو گے تم اس درس گاہ سے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔ پس یہ دونوں مفاہیم بیک وقت صادق آتے ہیں اور اس دعا کی اہمیت بھی ہمارے سامنے ظاہر ہوتی ہے کہ کس طرح بعینہٖ ان چار صفات کا ذکر فرماتے ہوئے جن کو بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے مانگا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعثت کا ذکر فرما دیا کہ وہ بعینہٖ وہی صفات لے کر پیدا ہوا ہے جو ابراہیمؑ نے اس آنے والے کے لئے مانگی تھیں۔

اب دیکھیں کہ دنیا کی تاریخ میں اس دعا نے کتنا عظیم الشان کام کیا ہے وہ لوگ جو اپنے لئے دعائیں کرتے کرتے مر جاتے ہیں، وہ اپنے بچوں کے لئے دعائیں کرتے کرتے جان دے دیتے ہیں، فائدہ تو ضرور ہوتا ہے لیکن تھوڑے ماحول میں چند دن کے فائدے پہنچتے ہیں لیکن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا دیکھیں کتنی نافع الناس تھی، کتنی عظیم الشان تھی، تمام دنیا نے قیامت تک اس سے فائدے اٹھانے تھے اسی لئے اس دعا کو بھی عظمت ہوئی اور اس دعا مانگنے والے کو بھی ایسی عظمت نصیب ہوئی جیسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوئی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ کا ارشاد ایک اہم دعا کے متعلق

دوسری دعا قرآن کریم ہمیں البقرہ آیت ۲۰۲ میں یہ سکھاتا ہے ...... یہ دعا درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ان بندوں کے متعلق بیان فرمائی گئی ہے جو مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد پھر خدا سے خیر مانگتے ہوئے واپس لوٹتے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہوئے واپس آتے ہیں...... اے خدا ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرما اور عذابِ نار سے بچانا۔

یہاں حسنہ اور فضل میں ایک فرق ہے جو آپ کو یاد رکھنا چاہئے ورنہ آپ کی دعا مکمل نہیں ہو گی۔ فضل عموماً دنیاوی فوائد کے لئے استعمال ہوتا ہے اگرچہ دوسرے فوائد کے لئے بھی، لیکن حسنہ کا زیادہ تر تعلق نیکیوں سے ہے اور کوئی ایسی خیر حسنہ میں داخل نہیں ہوتی جو نیکی سے خالی ہو۔ اس لئے حسنہ میں جو حسن ہے وہ دوسری دعاؤں میں ویسا پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مراد یہ ہے کہ ہمیں ہر اچھی چیز دے۔ دنیا میں سے بھی اچھی چیزیں دیں یعنی دنیاوی لحاظ سے بھی اچھی ہوں اور تیرے حضور بھی وہ اچھی اور پسندیدگی کی نظر سے دیکھنے کے لائق ہوں اور پھر آخرت میں سے بھی بہترین چیزیں عطا فرما اور دین میں سے بھی اس حصے پر عمل کرنے کی توفیق بخش جو سب سے زیادہ حسین ہے یعنی تعلیم کا وہ حصہ جو چوٹی کا تعلیم کا حصہ ہے۔ حضرت (بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے اس دعا کے متعلق فرمایا:-

"ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع مندرجہ ذیل دعا بکثرت پڑھے۔ (اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور عذابِ نار سے بچانا)"۔ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۹)

کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی بھی حسنہ عطا فرما اور آخرت کی بھی حسنہ عطا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ پس وہ احمدی جو اس فرمان سے واقف نہیں ہیں وہ شاید دعا سے تو واقف ہوں گے لیکن یہ علم نہیں کہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی نظر میں یہ دعا کتنی اہمیت رکھتی تھی۔

ایک موقع پر حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک مریض کی عیادت کے لئے گئے جو بیماری سے اس طرح کھوکھلا ہو چکا تھا جیسے کسی چوزے کے پر نوچ لئے گئے ہوں اور وہ بالکل نڈھال ہو چکا ہو، آپ نے اس سے پوچھا کیا تم خدا سے کوئی خاص دعا کرتے ہو، اُس نے عرض کی۔ ہاں! میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! تُو نے جو عذاب مجھے قیامت کے روز دینا ہے وہ مجھے اس دنیا میں ہی دے دے۔ آپ نے فرمایا۔ سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھ سکتے۔ کیسا پیارا کلام ہے۔ کیسا دل کی گہرائیوں تک اُتر جانے والا (کلام ہے)۔ سبحان اللہ! تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ خدا سے ایسی دعا نہ مانگا کرو کہ جس کی تم میں طاقت نہ ہو۔ تم برداشت نہ کر سکو۔ فرمایا: یہ دعا کیوں نہ کی (اے ہمارے رب ہمیں دنیا کی حسنات بھی عطا فرما اور آخرت کی حسنات بھی عطا فرما اور عذاب نار سے بچانا) ساری باتیں اس میں آگئیں۔ جس عذابِ آخرت سے ڈرتے ہوئے تم دعا مانگ رہے تھے اُس کا تو اِس دعا میں ذکر موجود ہے۔ یہ دعا مقبول ہو جائے تو عذابِ آخرت کہاں؟ لیکن اس کے ساتھ یہ دنیا کی حسنات بھی دیتی ہے اور آخرت کی حسنات بھی دیتی ہے۔

پس یہ دعائیں ہیں۔ ان کا ایک پس منظر ہے۔ کس طرح خدا کے پاک بندوں نے ان کی حکمتوں کو سمجھا۔ کس طرح ان کے متعلق تلقین فرمائی جیسے کہ آپ ..... (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں) کہنے کے بعد یہ مشکل دعا مانگتے ہیں کہ .... (ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا) تو پھر اُن لوگوں کی دعائیں بھی تو ساتھ مانگا کریں اور بعینہٖ سورۂ فاتحہ کے بعد ان دعاؤں کے لئے قرآن کریم کی آیات پڑھنے کا وقت آجاتا ہے تو ایسی آیات کا انتخاب کریں جن آیات میں ایسی دعائیں ہوں اور دعاؤں کے مضمون کو اگر آپ سمجھ جائیں تو ہر ضرورت کے لئے ہر مشکل کے لئے، ہر خواہش جو نیک خواہش ہے اس کو پورا کرنے کے لئے آپ کو قرآن کریم میں کوئی نہ کوئی مناسب حال دعا مل جائے گی۔ اگر اس کے پس منظر کو سمجھ جائیں تو پھر دل میں درد پیدا ہوگا سوز پیدا ہوگا اور آپ کی دعاؤں میں ایک نئی زندگی پیدا ہو جائے گی۔ وہ ایسے چوزے کی طرح دعائیں نہیں ہوں گی جن کے پر نوچے جا چکے ہوں۔ ایسے پرندے کی طرح دعائیں ہوں گی جو اُڑنے کی سکت رکھتا ہو اور بلند پروازی جانتا ہو اور بلند پروازی کی طاقت رکھتا ہو۔

حضرت طالوت کی دعا اور اس کی قبولیت

پھر ایک دعا ہے جو حضرت طالوت جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جدعون تھے، اُن کی دعا قرآن کریم نے محفوظ فرمائی ہے جو جب جالوت کی فوجوں کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلے تو جالوت کی فوجیں بہت زیادہ تھیں اور بہت طاقتور تھیں اور اس کے مقابل پر حضرت طالوت کی فوج بہت مختصر تھی اور اس میں سے بھی بہت سے ایسے تھے جو ابتلاء پر پورا نہیں اُتر سکے اور آخر وقت تک ساتھ نہ دے سکے۔ اس لئے جو باقی بچے وہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے، اس وقت انہوں نے ایک دعا کی ...... (البقرہ: ۲۵۱) کہ اے خدا! ہم پر صبر نازل فرما، ہمیں صبر عطا فرما...... اور ہمارے قدموں کو مستحکم اور مضبوط کر دے ...... اور ہمیں انکار کرنے والوں کی قوم پر فتح نصیب فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ دعا ایسی تھی جسے میں نے فوراً قبول کر لیا ...... پس وہ جو عظیم شکست انہوں نے دشمن کو دی وہ محض اللہ کے اذن سے تھی ورنہ ان میں یہ طاقت نہیں تھی کہ اتنے بھاری دشمن پر فتحیاب ہو سکتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں

پھر قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا بھی نقشہ کھینچا ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم میں باقی انبیاء کی دعائیں ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعائیں نہیں۔ حالانکہ بہت سی دعائیں جن میں نام نہیں لیا گیا اور بعض ایمان والوں کی دعائیں بتائی گئی ہیں وہ دعائیں وہ ہیں جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی دعائیں تھیں اور بہت سی ایسی دعائیں ہیں جو خدا تعالیٰ نے خود آپ کو مخاطب کر کے سمجھائیں کہ یہ دعا مجھ سے کیا کرو۔ یہ ساری دعائیں قرآن میں محفوظ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی دعائیں ہیں جن کا قرآن میں تفصیل سے ذکر نہیں ملتا لیکن مضمون موجود ہے اُن دعاؤں کا ... (اللہ نے چاہا تو) بعد میں ذکر کروں گا۔ ایک دعا یہ بتائی .... (البقرہ: ۲۸۶) دیکھو! محمد رسول اللہ خدا تعالیٰ کی ہر اُس چیز پر ایمان لے آئے، ہر اُس بات پر ایمان لے آئے، ہر اُس حکم پر ایمان لے آئے جو اُن کی طرف نازل کی گئی اور اُن کے ساتھ ہی ان پر ایمان لانے والے بھی خدا کی کامل وحی پر ہر طرح سے ایمان لے آئے۔ یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیچھے چل چل کر جن جن باتوں پر وہ ایمان لاتے گئے آپؐ کے صحابہ آپؐ کے غلام بھی اُن باتوں پر ایمان لاتے چلے گئے...... یہ سب کے سب وہ ہیں جو اللہ پر بھی ایمان لائے، ملائکہ پر بھی ایمان لائے اور کتابوں پر بھی ایمان لائے اور خدا تعالیٰ کے رسولوں پر بھی ایمان لائے اور یہ اقرار کیا .... کہ جہاں تک وحی کی عظمت کا تعلق ہے، جہاں تک تیرے فرمان کے احترام کا تعلق ہے ہم کسی بڑے چھوٹے رسول کی وحی میں فرق نہیں کریں گے جو حکم تیری طرف سے آئے گا وہ کسی طرح ہم تک پہنچے، خواہ بڑے رسول کے ذریعے پہنچے یا چھوٹے رسول کے ذریعہ پہنچے ہم تو تیرے حکم پر نگاہ کرنے والے ہیں اس لئے جہاں تک وحی کے احترام کا تعلق ہے اس میں ہم کوئی فرق نہیں کریں گے۔ کوئی رسول زیادہ قابل احترام ہے اور کوئی رسول کم قابلِ احترام ہے اس بحث میں نہیں پڑیں گے اور پھر...... اے خدا! ہم نے سُنا اور ہم نے اطاعت کر دی یعنی جو کچھ ہم نے سُنا اس سب پر ہم ایمان بھی لائے اور ہم اطاعت کے لئے حاضر ہو گئے اور عمل کرنا شروع کر دیا...... اس لئے اب ہم تجھ سے بخشش کا حق مانگتے ہیں۔ بخشش کی توقع رکھتے ہیں تو ہم سے بخشش کا سلوک فرما۔ دیکھئے اس میں بھی کتنا انکسار ہے۔ محمد رسول اللہ اور آپ کے ساتھی جس کیفیت کے ساتھ خدا کی وحی پر ایمان لائے کبھی دنیا میں کوئی قوم ایسی پیدا نہیں ہوئی جس نے اس شان کے ساتھ اس خلوص کے ساتھ اس طرح مضمون کی باریکیوں کو سمجھتے ہوئے خدا کے کسی نبی کی وحی پر ایمان لایا ہو مگر یہ لوگ محمد رسول اللہؐ اور آپ کے ساتھی اس وحی پر اس کامل شان کے ساتھ ایمان لے آئے اور پھر خدا کے سب رسولوں پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، سب پر ایمان لانے کے بعد پھر اپنا یہ دستور بنا لیا کہ سُنا اور اطاعت شروع کر دی اور مقابل پر خدا سے کیا مانگا ...... اِس کے باوجود ہم کسی چیز کے مستحق نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب توفیق تیری دی ہوئی ہے۔ ہاں بخشش کی توقع رکھتے ہیں کہ ہم سے جو کمزوریاں ہو جائیں، غفلتیں ہوں تو ہم سے بخشش کا سلوک فرما...... اور ہم نے آخر تیرے پاس پہنچنا ہے۔ کوئی مفر نہیں ہے۔ لازماً ہم سب آخر تیرے حضور پہنچیں گے۔

.... ہاں میں جانتا ہوں کہ تم میں سے مختلف لوگوں کو میں نے مختلف توفیق عطا فرمائی ہے۔ کسی کو زیادہ طاقتیں دی ہیں، کسی کو کم طاقتیں دی ہیں۔ چونکہ میں نے طاقتیں دی ہیں، میں تم سے تمہاری طاقتوں کے مطابق سلوک کروں گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اُن کی طاقتوں کے مطابق اور اُن کے غلاموں سے درجہ بدرجہ، صدیقوں سے صدیقوں کے مطابق، شہداء سے شہداء کے مطابق اور صالحین سے صالحین کے مطابق .... قانون یہ ہے کہ جو کچھ بھی نیکی تم سے سرزد ہو جائے گی یا ان لوگوں سے، اس نیکی کی میں جزاء ضرور دوں گا مگر بدی کے متعلق احتیاط کروں گا کہ نیت اور پختہ نیت کا دخل ہو۔ جان بوجھ کر عمداً کی گئی ہو..... (اس) میں واضح نیت اور ارادے کا معنیٰ پایا جاتا ہے تو دیکھئے یہ بھی کتنا احسان اور مغفرت کا سلوک ہے۔ دراصل .... (ہم سے مغفرت کا سلوک فرما) کا جواب ہے۔ فرمایا۔ ہاں غفران کا سلوک کروں گا اس طرح کہ نیکی تم سے راہ چلتے اتفاقاً بھی ہو جائے تو میں کہوں گا کہ تمہارے حساب میں لکھ لی جائے۔ اور فرشتے تمہارے حساب میں لکھ لیا کریں گے لیکن بدی کے متعلق احتیاط کا حکم دوں گا کہ دیکھنا اس کی نیت تھی کہ نہیں۔ ارادہ تھا کہ نہیں۔ چنانچہ حضرت آدمؑ کے ذکر میں فرمایا ...... (طٰہٰ: ۱۱۶) ہم نے جو اُس سے مغفرت کا سلوک فرمایا تو .... ہم نے خوب ٹٹول کے دیکھا، اُس کی نیت میں عزم نہیں پایا جاتا تھا۔ ٹھوکر کھائی تھی، غفلت ہو گئی تھی۔ پس... (ہم سے مغفرت کا سلوک فرما) کا جواب بھی ہمیں مل گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ دعا جو آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ گریہ وزاری سے کیا کرتے تھے

پھر وہ دعا بتائی اور تفصیل کے ساتھ اس دعا کا ذکر فرمایا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے شاگردؓ، آپؐ کے غلامؓ، آپؐ کے صحابہؓ ہمیشہ خدا کے حضور گریہ وزاری سے کیا کرتے تھے۔

.... اے خدا! .... ہرگز ہمارا مواخذہ نہ فرمانا ...... اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے اور غلطی کر دیں تو اس کا تو کوئی کھاتہ ہی نہ رکھنا۔ اسے تو شروع سے ہی صاف کر دینا کہ ٹھیک ہے، یہ کسی شمار میں نہیں ہوگی پھر .... اور اے خدا جہاں تک اُس (بوجھ) کا تعلق ہے جو تو نے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا وہ ہم پر ڈالنا ہی نہ۔

اِصر اور حمل دو مضمون ہیں جو اس آیت میں بیان ہوئے ہیں۔ اِصر سے متعلق لغوی تحقیق یہ ہے .... کسی چیز کو توڑنا، مروڑنا، روکنا۔ کوئی چیز اتنا بڑھ گئی مثلاً درخت کی شاخیں کہ آپس میں گھنبلیں پڑ گئیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر ایک دوسرے کو خراب کرنے لگ گئیں۔ ...... لوگ زیادہ ہو گئے .... اس رسی کو بھی کہتے ہیں جو سڑک پر ٹول وصول کرنے کے لئے لگائی جاتی تھی۔ آج کل بھی گیٹ لگتے ہیں۔ یعنی وہ رسی جو گاڑیوں کو موٹروں کو گدھے گاڑیوں کو اس زمانے میں تو گھوڑے اور خچر وغیرہ ہوا کرتے تھے تو ان کو روکنے کے لئے ہوتی تھی کہ اپنا ٹیکس دیکر جاؤ تو یہ سارے مفاہیم ہمیں بتاتے ہیں کہ اس دعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم پر کوئی ایسی شریعت نہ نازل فرمانا۔ بوجھ سے مراد بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے پابندیاں ہیں۔ ہرگز یہ مراد نہیں مراد یہ ہے کہ ہم پر ایسی پابندیاں نہ لگانا جن پابندیوں کو برداشت نہ کرکے پرانے لوگوں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور وہ منہدم ہو گئے اور ایسی پابندیاں نہ لگانا جو تو نے کم لگائی تھیں لیکن رفتہ رفتہ لوگوں نے بڑھانی شروع کر دیں اور سیدھے سادے دین کو گھنبلیں بنا دیا۔ چنانچہ وہ جو قرآن کریم میں دوسری جگہ آتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم لوگوں سے ان کے (بوجھ) دور فرماتا ہے۔ جن بوجھوں میں وہ مبتلا ہوئے ہیں۔ جو نادان رسم و رواج ان کے گلوں کے طوق بن گئے ہیں۔ وہ ان سے ان کو رہائی دلاتا ہے تو یہ وہ مضمون ہے کہ ہمیں ایسے لوگوں کے رستے پر نہ چلانا جن کی تعلیمات اُن کے لئے رفتہ رفتہ (بوجھ) بن گئیں اس میں اضافے ہونے شروع ہو گئے۔ رسم و رواج پیدا ہو گئے۔ ایسی مشکل بنادی گئیں کہ پھر ان پر عمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اور پھر ایسے بھی لوگ تھے جن کی تعلیمات رفتہ رفتہ ٹیکس کی وصولی کی طرح بوجھل اور قابلِ نفرت بن گئیں جب ان سے اُن تعلیمات پر عمل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا تو سننے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ کیا مصیبت ہے۔ یہ ویسی ہی کیفیت ہے جیسے گذشتہ کچھ عرصہ پہلے ضیاء الحق صاحب نے نماز فرض کر دی تھی۔ ایک تو خدا نے فرض کر رکھی تھی ۱۴۰۰ سال پہلے سے ایک ضیاء صاحب نے اسکے اوپر پھر فرض فرما دی اور اس وقت کی جو کیفیت لوگ مجھے لکھا کرتے تھے وہ بالکل وہی تھی جو میں بیان کر رہا ہوں کہ لوک سمجھتے تھے کہ یہ تو ٹیکس پڑ گیا ہے اس کی ادائیگی سے جسطرح ہو سکے بھاگو۔ جو خدا کی فرض کردہ نمازیں پہلے پڑھتے تھے وہ تو اسی طرح پڑھتے رہے اُن کو تو کوئی فرق نہیں پڑا لیکن ایک بڑی تعداد وہ تھی جو (بوجھ) سمجھ کر نمازوں کو پڑھتے تھے اور ان کا رجحان یہ تھا کہ گویا ان پر ٹیکس عائد کر دیا گیا ہے تو دیکھیں کتنی اچھی دعا سکھا دی۔ فرمایا: اے خدا! تیری تعلیم کو تو ہم قبول کریں گے لیکن ہم تجھ سے کچھ گذارشات کرتے ہیں۔ ہم ہر چیز پر ایمان لے آئے۔ یہ عہد کر بیٹھے ہیں جو سنیں گے اُسکی اطاعت کریں گے لیکن اب ہمارے ساتھ ذرا ایک کوڈ آف کنٹریکٹ CODE OF CONTRACT طے ہو جائے۔ ایک ایسا طریق کار واضح ہو جائے جس پر ہم سے تیرا معاملہ ہوگا۔ ایک یہ کہ خطا تو شمار میں ہی نہیں آئے گی۔ بھول چوک معاف۔ پرانے لوگوں کی غلطیاں دوہرانے کی تو ہمیں توفیق ہی نہیں بخشے گا۔ ہم تیری تعلیم کو ہرگز اپنے لئے بوجھ نہیں بننے دیں گے اور نہ تیری تعلیم کو بوجھ شمار کریں گے اور ٹیکس شمار کریں گے۔ پھر اسکے بعد کیا ہے .... اس کے باوجود ہمیں پتہ نہیں کہ پھر بھی کیا کیا ہونے والا ہے۔ جہاں تک گذشتہ تاریخ کے سبق ہیں وہ تو ہم نے حاصل کئے لیکن اپنی کمزوریوں سے ہم پھر بھی واقف نہیں ہیں .... (ہم پر وہ بوجھ نہ ڈالنا جسکی ہمیں طاقت نہیں) تو نے وعدہ فرمایا ہے .... (تمہارے نفسوں کو وہ تکلیف نہیں دوں گا جسکی وہ طاقت نہ رکھتے ہوں) پس اس وعدے کو یاد دلاتے ہیں اور پھر بتاکیداً عرض ہے کہ ہم میں جتنی طاقت ہے اُس سے زیادہ ہم پر بوجھ نہیں ڈالنا۔ طاقت دیکھ کر بوجھ ڈالنا اور اسکے بعد پھر بعد میں کیا سلوک ہو .... اے خدا! عفو کا سلوک فرمانا۔ پھر بھی گناہ ہوں گے تو دیکھنا ہی نہ گویا گناہ ایک طرف ہو رہے ہیں اور تیری نظریں دوسری طرف ہیں۔ .... اور جو گناہ تیری نظر کے سامنے آجائیں ویسے تو ہر چیز پر خدا کی نظر ہے۔ لیکن ایک اسلوب بیان ہے۔ جسطرح بعض لوگ حلم کا سلوک کرنے والے۔ مغفرت کا سلوک کرنے والے عفو سے آغاز کرتے ہیں اور کوشش کرتے رہتے ہیں کہ کوئی برائی نظر کے سامنے ہی نہ آئے۔ برائی کو اس وقت دیکھتے ہیں جب پکڑنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

حضرت فضل عمر کا بھی یہی طریق تھا۔ مجھے یاد ہے بچپن میں آپ جب گھروں میں آیا کرتے تھے تو ہم بچپن کی کئی قسم کی بے ہودہ حرکتیں کیا کرتے تھے تو آپ اس طرح غفلت کی نظر سے دیکھتے ہوئے گذرتے تھے جیسے پتہ ہی نہیں لگا اور اس وقت دیکھتے تھے جب پکڑنے کا ارادہ ہو۔ جب سمجھیں کہ اب معاملہ کچھ بڑھتا چلا گیا ہے۔

لیکن خدا سے یہ دعا نہیں ہے کہ ہمیں اس وقت گناہوں میں دیکھنا جب پکڑنے کا ارادہ ہو۔ فرمایا جب دیکھنا تو بخشش کے ارادے سے دیکھنا۔ جب پکڑے جائیں۔ بات کھل جائے تو (مغفرت کا سلوک کرنا) اور رحم فرمانا۔ استحقاق کوئی نہیں۔ بار بار کی غلطیاں ہوں گی۔ تیرے حضور حاضر ہوں گے کچھ یہ کہ نہیں حاضر ہوں گے۔ ایسے اقرار بار بار توڑ چکے ہوں گے جو تیرے حضور مضبوطی سے باندھے ہوئے ہوں گے۔ کئی دفعہ توبہ کی ہو گی۔ ایسی صورت میں رحم کا سلوک فرمانا کہنا: بڑے کمزور عاجز انسان ہیں انکا کام ہی یہی ہے غلطیاں کرنا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک فارسی کا الہام بھی بیان کیا جاتا ہے کہ

این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

کہ اس خاک کی مٹھی کو میں بخشوں نہ تو کروں کیا۔ اس انسان کی حیثیت کیا ہے؟ اتنا کمزور، اتنا ناقص، بار بار گناہوں میں مبتلا ہونے والا۔ چلو دفع کرو اس کو، بخش ہی دو۔ خاک کی مٹھی ہی تو ہے تو یہ معنی (ہم پر رحم کرنا) کے ہیں کہ اے خدا! پھر یہ کہہ دینا کہ چلو رحم ہی کر دیتے ہیں۔ اور کچھ نہیں۔

دُعا کی قبولیت کا راز

.... یہ بات یاد رکھنا کہ ہمارا مولا تُو ہے۔ اس لفظ میں ساری دعا کے درد کو سمو دیا گیا ہے اور دعا کی قبولیت کا راز بیان فرما دیا گیا ہے۔ فرمایا: ان سب حالتوں کے باوجود سوائے تیرے ہم نے کسی اَور طرف نہیں دیکھا۔ اپنی تمام کمزوریوں اور گناہوں کے باوجود تجھ سے ان معنوں میں وفا کی ہے کہ اپنا مولا صرف تجھے سمجھا ہے اور کسی اَور کو نہیں سمجھا۔ پس جب مولا تُو ہے تو جائیں کہاں؟

دیکھئے وہی دعا ہے نا کہ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کہ اے خدا جب تیری عبادت کرتے ہیں، کسی اور کی کرتے ہی نہیں تو مدد کس طرح مانگیں؟ اور ہے کون؟ ؎

ہم تیرا در چھوڑ کر جائیں کہاں ؛ چینِ دل آرامِ جاں پائیں کہاں

اور کچھ بھی نہیں ہے۔ پس (ہمارا مولا تُو ہے) نے وہ راز کھول دیا کہ کیوں ایسی عجیب و غریب سی دعائیں مانگو، جن میں کوئی منطق نظر نہیں آتی۔ کیوں خدا تم سے یہ سلوک کرتا چلا جائے۔ یہ عرض کرنا کہ اے خدا! ہمارا مولا تُو ہے۔ اگر ہم نے کسی اور کو مولا بنا لیا تو پھر ان دعاؤں کا ہمیں استحقاق نہیں رہے گا۔ پس یہ دعا مقبول تب ہوگی اگر آپ کا مولا خدا ہی ہو۔ اگر ضرورت اور مصیبت کے وقت دوسروں کی طرف نہ بھاگیں، اگر شرک میں مبتلا نہ ہوں، اگر مولا دنیا والے بنائے ہوئے ہوں اور دعا محمد رسول اللہؐ والی کریں کہ جن کا مولا خدا کے سوا کوئی بھی نہیں تھا تو ایک بے محل دعا ہوگی۔ اس کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا .... پس انکار کرنے والوں اور ناشکری کرنے والوں پر تُو ہمیں نصرت عطا فرما کیونکہ ہمارا مولا تُو ہے اور تیرے سوا اور کوئی مولا نہیں۔

خطرات کے مقام پر گرنے سے بچنے کی دعا:

پھر یہ دعا سکھلائی! ....

(سورۃ آل عمران: ۹)

یہ دعا رَاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ کی دعا کے طور پر سکھائی گئی ہے جو محکمات اور متشابہات دونوں پر ایمان لاتے ہیں اور یہ عرض کرتے ہیں .... یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ اس لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ آپ بغیر اس مضمون کو سمجھے اگر یہ دعا کرتے رہیں کہ (اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا) جیسا کہ بعض کتب میں قرآنی دعائیں لکھی ہوئی ہیں اور پس منظر بیان نہیں ہوا تو ہو سکتا ہے کہ آپ کی دعا کا تیر خالی چلا جائے اور آپ کو علم نہ ہو کہ کیوں خطا ہوا۔ کیوں نشانے پر نہیں بیٹھا۔ فرمایا یہ دعا ان لوگوں کی طرف سے مقبول ہوتی ہے جو متشابہات پر بھی ایمان لاتے ہیں اور محکمات پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات ہوں یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام ہو یا دوسرے اولوالامر کی اطاعت کا مسئلہ ہو یہ سلوک نہ کرنے والے ہوں کہ جو باتیں کھلی کھلی دلیل کے ساتھ سمجھ آجائے اس پر تو شرح صدر کے ساتھ ایمان لے آئیں اور جہاں ذرا بھی شک کا کوئی پہلو دیکھیں وہاں شکوں میں مبتلا ہو جائیں، توہمات میں مبتلا ہو جائیں۔ شاید یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ شاید یہ بات پوری نہیں ہوئی۔ یہاں زیادہ سختی ہو گئی ہے۔ یہاں ہمارے مزاج کے خلاف بات ہو گئی ہے۔ یہ متشابہات ہیں تو فرمایا اگر تم متشابہات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو شرح صدر کے ساتھ قبول نہیں کرتے ۔ اگر میٹھا میٹھا کھانے کی عادت ہے اور کڑوا سا مزا بدلے تو تھوک دینے کے عادی ہو تو پھر یہ دعا کرتے ہوئے ہمارے حضور حاضر نہ ہونا۔ ہم تو یہ دعا تمہیں ایسے لوگوں کی دعا کے طور پر بتا رہے ہیں جو رَاسِخُونَ فِی الْعِلْم تھے۔ جو محکمات پر بھی کامل ایمان لاتے تھے اور متشابہات پر بھی کامل ایمان لاتے تھے۔ پھر وہ کیا کہتے تھے۔ .... اب دیکھیں کتنی موزوں اور برمحل دعا ہے اور اس کا پس منظر جاننا کتنا ضروری ہے۔ دعا یہ ہے کہ اے خدا! ہمارے دلوں کو ایک دفعہ ہدایت دینے کے بعد ٹیڑھا نہ کرنا یا ٹیڑھا نہ ہونے دینا .... اپنے حضور سے ہمیں رحمت عطا فرمانا۔ ہم سے رحمت کا سلوک کرنا .... یقیناً تُو بہت ہی زیادہ رحمت کا اور موہبت کا، بخشش اور پیار کا سلوک کرنے والا ہے اب یہ دعا ان لوگوں کے حق میں قبول نہیں ہو سکتی جو ہر اس مقام پر جہاں دل ٹیڑھے ہونے کے احتمالات پیدا ہوتے ہیں ٹھوکر کھا جاتے ہیں اور خود اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے دیتے ہیں۔ فرمایا جو رَاسِخُونَ فِی الْعِلْم ہیں وہ ایسا نہیں کرتے لیکن اس کے باوجود جانتے ہیں کہ خدا سے طاقت پائے بغیر وہ ان ابتلاؤں سے صحیح سالم گذر نہیں سکتے۔ ان کو دعاؤں کی پھر بھی ضرورت ہے۔ پس متشابہات سے ٹھوکر نہیں کھاتے لیکن جانتے ہیں کہ دعا کے سہارے کے بغیر ہر وقت خطرے میں ہیں۔ پس اگر تم متشابہات سے ثابت قدمی سے گذرنے کی اہلیت رکھتے ہو اور بار بار شکوک کے ذریعہ اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرتے تو پھر یہ دعا کرو، پھر تمہارے ایمان کو نئی طاقت نصیب ہو گی۔ پھر تمہیں مشکل مقامات پر، لڑکھڑانے کی جگہوں پر خدا کی طرف سے سہارے دیئے جائیں گے اور نئی طاقتیں عطا کی جائیں گی۔ پھر تمہیں ہر خطرے کے مقام سے گرنے سے بچا لیا جائے گا .... (سورۃ آل عمران : ۱۰)

اے خدا! تو ایسے دن کے وقت ہم سب کو اکٹھا کرنے والا ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ اب دیکھیں کتنی پُر حکمت بات ہے۔ اس مضمون سے اس فقرے کا کتنا گہرا تعلق ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ فرمایا: رَیب کی بات چل رہی تھی کہ اے خدا! وہ لوگ جو متشابہات کے وقت شک نہیں کرتے ان کے ساتھ شامل ہو کر یہ دعا کیا کرو کیونکہ بالآخر ایک ایسا دن آنے والا ہے جس میں کوئی شک باقی نہیں رہے گا۔ جن باتوں کو تم آج نہیں سمجھ سکے وہ کل تمہارے سامنے کھول دی جائیں گی اور جب وہ کھول دی جائیں گی تو پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ تم کتنی غلطی پر تھے۔ اس لئے استغفار سے کام لیتے ہوئے دعاؤں کے ذریعہ ان ٹھوکروں سے بچنے کی کوشش کرو جن کا حال ایک ایسے دن پر کھول دیا جائے گا جس کے متعلق وہ دعا کرنے والے خود عرض کرتے ہیں کہ ..... اس دن ہمارے ساتھ ربوبیت کا سلوک فرمانا جس دن سب دنیا اکٹھی ہو گی اور اس دن میں کوئی شک والی بات نہیں ہو گی۔ یہاں دو معنی ہیں۔ وہ دن شک سے بالا ہے یعنی لازماً ایک ایسا دور آنے والا ہے جس میں یہ باتیں ہوں گی اور اس دن کوئی شک والی بات نہیں ہو گی، سب پردے اٹھا دیئے جائیں گے۔

پھر سورۃ آل عمران آیت ۱۷ میں متقیوں کی دعا کے طور پر یہ دعا سکھلائی ... . اے خدا! ہم ایمان لے آئے۔ پس ہمارے گناہ بخش دے .... اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

خدا کا دیدار پانے اور فراخئ رزق کی دعا

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھلائی ....
(سورۃ آل عمران : ۲۷:۲۸)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم) تو مجھ سے یوں مخاطب ہوا کر، مجھ سے یہ دعا کیا کر کہ اے ہمارے اللہ! تُو ملک کا مالک ہے یعنی ہر قسم کی ملکیت جس کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے .... اور دنیا کی بادشاہتیں بھی اور آخرت کی بادشاہتیں بھی تیری طرف سے عطا ہوتی ہیں۔ جس کو جو چاہے جس طرح چاہے تُو عطا فرما دے خواہ وہ اس دنیا کا ملک ہو یا آخرت کا ملک ہو ..... لیکن تُو چھیننے کی بھی طاقت رکھتا ہے، جب چاہے کسی کو نااہل قرار دے کر اس سے اپنا عطا کردہ ملک واپس لے لے .... تو جس کو چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اُسے ذلیل ہونے دیتا ہے ..... لیکن تیرے ہاتھ میں خیر ہے۔ بھلائی ہے۔ تیری طرف سے کسی کو ذلت نہیں پہنچتی۔ تُو ذلیل ہونے دیتا ہے۔ یعنی اگر وہ خود ذلیل ہونا چاہتا ہے تو بعض دفعہ تو فیصلہ فرما لیتا ہے کہ اچھا پھر ہم تجھے ذلیل ہونے دیں گے اور پھر وہ ذلیل اور رسوا ہو جاتا ہے لیکن جہاں تک تیرے ہاتھ کا تعلق ہے یہ ہاتھ خیر کا ہاتھ ہے یہ برائی کا ہاتھ نہیں ہے .... اور تُو ہر چیز پر قادر ہے جو تُو چاہتا ہے اور چونکہ تو بھلائی چاہتا ہے اس لئے ہم تجھ سے بھلائی ہی کی توقع رکھتے ہیں .... زمانے ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ راتیں دنوں میں داخل ہو جاتی ہے اور دنوں کو تُو راتوں میں داخل فرما دیتا ہے۔ جب چاہے راتوں کو دنوں میں داخل فرماتا ہے۔ دنوں کو راتوں میں داخل فرما دیتا ہے .... اور اسی طرح تُو زندوں کو مُردوں میں داخل کر دیتا ہے اور مُردوں کو زندوں میں داخل فرما دیتا ہے۔ پس ہر آن تیرا فضل ہی ہے جو ہمیں ہمیشہ صحیح رستے پر قائم رکھے اور مُردوں سے زندوں میں داخل ہونے والے ہوں نہ کہ زندوں سے مُردوں میں داخل ہونے والے۔ اسی طرح ہمارے زمانے راتوں سے روشنیوں میں تبدیل ہونے والے ہوں، روشنیوں سے راتوں میں تبدیل ہونے والے نہ ہوں .... اور تُو جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے اُسے رزق عطا فرماتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے اس دعا کے متعلق فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے، پھر آیت الکرسی کی تلاوت کرتا ہے، پھر آل عمران کی اُس آیت کی تلاوت کرتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... آل عمران : ۱۹)
..... اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے .... کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں .... اور فرشتے بھی اس بات کے گواہ ہیں اور .... اور جتنے صاحب علم لوگ ہیں وہ بھی اس بات کے گواہ ہیں .... خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے سارے ہمیشہ انصاف پر قائم رہتے ہیں۔ اور وہ عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے ....

اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں اور پھر یہ دعا پڑھتے ہیں جو ابھی میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے فرمایا: جو شخص بھی ہر فرض نماز کے بعد یہ دعائیں کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جنت بطور ماویٰ مقدر کر دی ہے اور اسے جنت الفردوس میں سکونت عطا کروں گا اور ہر روز ۷۰ مرتبہ اسے اپنے دیدار سے مشرف کروں گا۔

یہاں لفظ ۷۰ جو ہے اس کے متعلق بتانا ضروری ہے کہ عربوں میں یہ ایک عدد ہے جو کثرت کی علامت ہے یعنی بکثرت میں اسے دیدار نصیب کروں گا۔ تو عرب اسے یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ ۷۰ مرتبہ۔ تو اس سے مراد ظاہری طور پر ۷۰ نہیں ہے۔ بعض تو ان حقیقتوں میں ایسے بھی ہوں گے جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم جو ہمیشہ دیدار کی حالت میں ہی رہیں گے۔

اور ساتھ ہی یہ جو نسخہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے اس کو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فراخئ رزق کا نسخہ بھی بیان فرمایا ہے۔ پس وہ لوگ جو مختلف قسم کی تنگیوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان کو اسی ترتیب سے یہ دعا کرنی چاہیئے جس کا آخری ٹکڑا یہ ہے .... (اور مجھے بے حساب رزق عطا فرما) تک پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کی اس دعا کو باقی سب دعاؤں کی برکت سے بھی قبول فرمائے گا۔ اور آپ کے رزق میں فراخی عطا فرمائے گا۔

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے ایک دو دعاؤں کے بعد میں پھر اس مضمون کو سر دست ختم کرتا ہوں لیکن یہ ایسا مضمون ہے جسے بہر حال قسطوں میں جاری رکھنا پڑے گا کیونکہ جب (ہمیں سیدھے راستے پر چلا) کی دعا کی گفتگو چل پڑی ہے اور (راستہ بھی ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا) کی باتیں شروع ہو گئیں تو جماعت کو جب تک یہ نہ پتہ چلے کہ وہ رستہ کیا تھا؟ کس طرح اس رستے پر چلنے کی ان کو توفیق ملی؟ کس طرح اس رستے پر چل کر وہ صاحب انعام لوگ بنے؟ اس وقت تک خالی منہ سے یہ باتیں کہہ دینا بے معنی بات ہے۔ بے معنی نہ سہی، برکتیں کچھ نہ کچھ تو ملتی ہوں گی لیکن حقیقی برکتوں کی توقع کی جا سکتی ہے وہ برکتیں اس طرح نصیب نہیں ہو سکتیں جب تک اس دعا کی ذیل میں وہ دعائیں ہی معلوم نہ ہوں جو دعائیں کرتے ہوئے خدا کی راہ میں چلنے والے قافلے عمر بھر اپنا سفر طے کرتے رہے اور ہمیشہ کامیابی کے ساتھ سفر طے کیا۔ ان دعاؤں کے سہارے ان کو ہر ٹھوکر سے بچایا گیا۔ ہر ابتلاء سے وہ سرخرو ہو کر نکلے اور خدا کے حضور مکرم اور محترم ٹھہرے۔ خدا نے خود ان کی حمد بیان فرمائی اور خدا کے فرشتوں نے بھی ان پر درود بھیجے۔ یہ وہ رستہ ہے جس کا تفصیل سے جماعت کو علم ہونا چاہیئے۔

واقفین نو پانے کی تمنا کرنے والوں کیلئے حضرت زکریاؑ کی دعا

لیکن آخر پر میں حضرت زکریاؑ کی یہ دعا آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ آج کل خاص طور پر مجھے بہت سی خواتین کے اور بعض مردوں کے بھی خط مل رہے ہیں کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس رمضان میں خاص طور پر ہمارے لئے بیٹے کی دعا کرنا۔ ان خطوں کا حضرت زکریاؑ کی دعا سے ایک گہرا تعلق اس لئے بھی ہے کہ یہ وقفِ نَو میں شمولیت کے شوق رکھنے کے نتیجے میں دعاؤں کے خط لکھ رہے ہیں۔ اکثر خط یہ ہیں کہ ہماری شدید تمنا ہے کہ ہم بھی وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہو جائیں اگرچہ وقت گذر چکا ہے لیکن خدا کے لئے ہمیں شامل کریں اور دعائیں کر کر کے شامل کروائیں۔ ایک حرف شامل کرنے کی درخواست نہیں ہے بلکہ اونٹ بھی دیں، سامان بھی دیں اور پھر اس کو لاد بھی دیں تو یہ اکیلے میرے بس کی بات نہیں ہے ساری جماعت اس دعا میں ساتھ شامل ہو، مدد کرے تو پھر اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے اس پر رحم ہوگا اور خدا ان مخلصین کی جھولیاں پھر اپنی رحمتوں سے بھرے گا اور پھر وہ ان جھولیوں کو بھر بھر کر دوبارہ خدا کے حضور پیش کریں گے۔

حضرت زکریاؑ کی دعا کا آغاز اس طرح ہوا کہ قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ وہ جب بھی حضرت مریمؑ کے حجرے میں آپ کا حال پوچھنے جایا کرتے تھے۔ (حضرت مریمؑ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، ان کی والدہ نے ان کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کو وقف کر دیا تھا اور بعد میں حضرت زکریاؑ کی تحویل میں ان کی تربیت کے لئے دیا گیا تھا) تو حضرت زکریاؑ وقتاً فوقتاً حجرے میں ان کا حال پوچھنے جایا کرتے تھے اور وہاں مختلف قسم کے رزق دیکھتے تھے۔ عام طور پر مفسرین یہ کہتے ہیں کہ غیب سے بغیر کسی انسانی واسطے کے وہاں کئی قسم کے تحفے پہنچے ہوتے تھے لیکن حضرت زکریاؑ کی دعا سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات نہیں تھی کچھ اور بات تھی۔ حضرت مریمؑ کو نیکی کی وجہ سے کچھ لوگ تو جیسا کہ دنیا میں رواج ہے دعائیں لینے کے لئے محبت کے اظہار کے لئے تحائف پیش کیا کرتے تھے اور چونکہ حضرت مریمؑ اسے اپنی ذاتی خوبی نہیں سمجھا کرتی تھیں ہمیشہ پوچھنے پر یہ کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ہے میرا تو اس میں کچھ نہیں ہے۔ نہ میں نے مانگا نہ توقع کی۔ لوگوں کے دلوں میں خدا نے خود محبت پیدا فرمادی۔ اور پھر وہ مجھے جو پیش کرتے رہتے ہیں تم دیکھ رہے ہو۔ اور دوسری مراد یہ تھی اس رزق سے کہ روحانی رزق پاتے تھے۔ خدا ان سے رحمت اور مغفرت کا بھی سلوک فرماتا تھا اور ان پر کشوف کے ذریعے یا الہامات کے ذریعے یا سچی رویاء کے ذریعے رجوع برحمت ہوتا تھا، اپنی رحمت کا بار بار اظہار فرماتا تھا تو جس طرح عام طور پر بعض نیک گھروں میں مشاہدے میں بات آتی ہے کہ بعض بچوں سے پوچھا جاتا ہے کہ بتاؤ کیا خواب دیکھی؟ کیا خدا کی طرف سے رحمت کا نشان ملا؟ تو وہ نئی نئی باتیں بتاتے ہیں تو حضرت مریمؑ بھی اپنی معصومیت اور بھول پن میں اس وقت جو بھی گذشتہ رات کے واقعات ہوا کرتے تھے وہ بتایا کرتی تھیں کہ خدا نے مجھ سے یہ فرمایا۔ مجھ سے یہ فرمایا۔ اس طرح رحمت کا سلوک فرمایا۔ اس طرح پیار کا اظہار فرمایا تو حضرت زکریاؑ جو خود نبی تھے وہ رشک کرتے تھے۔ رشک اس بات پر نہیں کرتے تھے کہ مجھے مریمؑ کی طرح کچھ عطا نہیں ہوا۔ رشک اس بات پر کرتے تھے کہ مریمؑ ایک ماں کی دعا کا نتیجہ ہے اور اس دعا کے نتیجے میں پاک اولاد ہے۔ میں پاک اولاد سے محروم ہوں۔ کاش میں بھی یہ فخر کر سکوں کہ میری اولاد بھی اس طرح نیک ہو اور اس طرح خدا سے رزق پانے والی ہو۔ اگر یہ مضمون درست نہ ہو تو اگلی دعا کا اس سے تعلق ہی کچھ نہیں بنتا تو درحقیقت یہی وہ بات تھی جس نے حضرت زکریاؑ کو خدا سے یہ دعا کرنے کی طرف متوجہ کیا............ (آل عمران ۳۹)

اس وقت جب حضرت زکریاؑ نے یہ کیفیت دیکھی تو دل سے اِک ہوک اٹھی اور اپنے ربّ سے اس نے عرض کیا .... اے خدا! مجھے بھی خالص اپنی جناب سے پاک ذریّت عطا فرما .... یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ اس کے بعد پھر اس دعا کی مختلف الفاظ میں تکرار ہوگی جو ایک عجیب پُر درد مضمون رکھتی ہے۔ چونکہ میں نمبر کے لحاظ سے چل رہا ہوں اس لئے یہاں بیان کرنے کی بجائے جب وہ موقعہ آئے گا تو پھر میں آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ یہ مضمون ایک ہی خطبہ میں ختم ہو جائے گا مگر یہ جاری رہے گا۔

پس وہ عبادت کرنے والے جو مسافر گاڑی میں مستقل سوار ہیں، اُن کے لئے تو کوئی مشکل نہیں۔ وہ تو ساتھ چلتے رہیں گے اور یہ باتیں سنتے رہیں گے اور ان سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور عبادت کے نئے نئے گُر سیکھتے رہیں گے اور ان کی مشکل کشائی ہوتی چلی جائے گی لیکن جو لوگ اتر گئے ہیں یا اُتر جائیں گے جہاں تک آپ کو توفیق ہے اگر آپ اُن کے واقف ہیں، کبھی اُن سے ملتے ہوں تو اُن کو بھی بتاتے رہیں ہو سکتا ہے یہ باتیں سن سن کر جس طرح حضرت زکریاؑ کے دل میں نیک بات دیکھ کر، خدا کے خاص فضل کو دیکھ کر ویسا ہی فضل طلب کرنے کی تمنا پیدا ہوئی تھی، میری دعا ہے اور میری تمنا ہے کہ اسی طرح جب آپ اُن لوگوں تک یہ باتیں پہنچائیں جو آج کے سٹیشن سے آپ کو رخصت کر کے واپس ہونے والے ہیں تو اُن کے دل میں یہ تحریک پیدا ہو کہ وہ مستقل آپ کے سفر کے ساتھی بن جائیں اور اس طرح یہ جمعہ ایک ایسی خیر پیچھے چھوڑ جائے جو وداع ہوتے والی خیر نہ ہو، جو رخصت ہونے والی خیر نہ ہو بلکہ ہمیشہ زندگی کا جزو بن جانے والی خیر، زندگی کے ساتھ وفا کرنے والی خیر، ایسی خیر بن جائے جس سے کبھی پھر وِداع نہیں ہوا کرتا۔ وہ ہمیشہ ساتھ رہا کرتی ہے ٭

ملکی خبریں

○ سندھ کے علاقے دادو میں تین چینی انجینئروں کو ڈاکوؤں نے اغوا کر لیا ہے۔ یہ انجینئر دادو شہر سے بیس کلومیٹر دور واپڈا کے ایک پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ ڈاکو ان انجینئروں کو لے کر گھنے جنگل میں چلے گئے ہیں یا کشتیوں کے ذریعے دریا پار کر کے نواب شاہ کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔ پولیس اور دوسری ایجنسیاں حرکت میں آگئی ہیں جنگل کا دو اطراف سے محاصرہ کر لیا گیا ہے۔

○ قومی تنخواہ کمیٹی نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں افراطِ زر کے مطابق اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ شریعت بل منتخب کمیٹی کی سفارشات کے ساتھ قومی اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ اس کے تحت معیشت کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے کمیشن قائم کیا جائے گا۔ یہ کمیشن مختصر ترین ممکنہ مدت میں سود کے خاتمے کو یقینی بنانے کی سفارشات پیش کرے گا۔

اے این پی کے صدر مسٹر اجمل خٹک نے کہا کہ اس فیصلے سے صوبہ سرحد میں آئی جے آئی اور اے این پی کی حکومت پر نقصان دہ اثرات مرتب ہوں گے۔

○ بھارتی جاسوسی ایجنسی "را" کے ایجنٹ تخریبی کارروائیوں کے لئے پاکستان کی حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔

○ جمعہ کی شب پونے گیارہ بجے سندھ میں دوڑ اور بوچیری ریلوے اسٹیشنوں کے درمیان لاہور جانے والی سپر ایکسپریس پر نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کی جس سے جہلم اور سرگودہا سے تعلق رکھنے والے دو افراد ہلاک اور ۷ زخمی ہو گئے۔

○ آئی جے آئی اور پی ڈی اے کی مشترکہ کمیٹی نے سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی سے طویل مذاکرات کئے۔

○ وفاقی وزراء کی عدم دلچسپی کی وجہ سے سینٹ کا اجلاس احتجاجاً ملتوی کر دیا گیا۔ سینٹ کی تاریخ میں یہ پہلا انوکھا واقعہ ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل پیریز ڈی کوئیار نے کہا ہے کہ عراق کی جانب سے مسلسل انکار کے پیش نظر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی نئی قرارداد کے بغیر اقوام متحدہ کی فوج عراق نہیں بھجوائی جائے گی۔ انہوں نے امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے نظریہ کو مسترد کر دیا اور کہا کہ عراقی حکومت کے مسلسل انکار کی وجہ سے کوئی "دوسرا راستہ" تلاش کرنا ہوگا۔ اور سلامتی کونسل کو جنوبی عراق میں کسی آپریشن کے امکانات پر بھی غور کرنا پڑے گا۔

○ معلوم ہوا ہے کہ صدر بش اور صدر صدام حسین کے درمیان خود مختار کرد ریاست کے قیام کے بارے میں مفاہمت ہو گئی ہے۔

○ کویتی حکومت نے عراقی قبضے کے دوران کویتی باشندوں کی واپسی پر جو پابندی عائد کی تھی وہ ختم کر دی گئی ہے۔ اور توقع ہے کہ ایک ماہ کے اندر یورپی ممالک سے ۷۵ ہزار کویتی باشندے واپس کویت آجائیں گے۔

○ جنیوا میں اقوام متحدہ کے دفتر سے اعلان کیا گیا ہے شمالی عراق سے ایک لاکھ دس ہزار کرد پناہ گزین وطن روانہ ہو گئے ہیں۔

○ بھارتی وزیر اعظم مسٹر چندر شیکھر نے کہا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت کشمیر کو بھارت سے جدا نہیں کر سکتی۔

○ بھارت نے الزام لگایا ہے کہ یورانیم کی ایک اور خفیہ کھیپ پاکستان پہنچ گئی ہے۔

روزنامہ
الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

قابلِ اعتماد مفید و مجرب ادویہ

جبوب مفید اٹھرا
قیمت فی شیشی ۱۵ روپے
مکمل کورس ۴۵ روپے

زدجام عشق خاص
قیمت
۵۰۰ روپے

تریاقِ معدہ
خرابیٔ ہضم کا مؤثر علاج
قیمت ۱۰، ۲۰، ۳۰ روپے

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت ۵ روپے

اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
دو دواؤں پر مشتمل
قیمت ۱۷۵ روپے

شباب آور موتی
قیمت فی شیشی
۸۰ روپے

راحتِ جان
تبخیرِ معدہ کا علاج
قیمت ۱۵ روپے

سرمہ جواہر
مشہور و معروف تحفہ
قیمت ۵ روپے

لیکوریَن
قیمت
۲۰ روپے

سونے چاندی کی گولیاں
قیمت
۲۰۰ روپے

شربت صدر
نزلہ زکام اور کھانسی کا مؤثر علاج
قیمت ۱۸، ۲۴ روپے

تریاقِ بواسیر
خونی اور بادی بواسیر کیلئے
قیمت ۲۰ روپے

- دوا منگواتے وقت بیماری کی مختصر کیفیت تحریر کریں۔
- فہرست ادویہ و جنتری ۱۹۹۱ء مفید طبی معلومات کے ساتھ مفت طلب کریں۔

بیرونی مریض پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون: ۵۳۴، ۶۳۴ ــــ پوسٹ بکس نمبر ۶۰

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
دکان: ۶۴۹
رہائش: ۸۴۱

PIA—PIA

گذشتہ سال لنڈن اور امریکہ جانے والے احباب کو جہازوں میں رش ہونے کے باعث سیٹیں نہ ملنے کی وجہ سے دقت اٹھانی پڑی تھی۔ اس لئے جو حضرات امسال جولائی۔ اگست میں بذریعہ PIA لنڈن و دیگر یورپین ممالک جانے کے خواہشمند ہوں ہمارے ادارہ سے اپنی پیشگی سیٹیں بغیر کسی معاوضہ کے ریزرو کروا سکتے ہیں تاکہ عین وقت پر پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔ مزید تفصیلات کیلئے فون نمبر ۹۷۰ پر رابطہ کریں۔

احمد برادرز جی۔ ایس۔ اے (PIA) گولبازار۔ ربوہ

ربوہ میں آپکے جیولرز فون: ۵۵۰
پاک گولڈ سمتھ گھر: ۴۹، ۷۴۹، ۵۴۹
گولبازار۔ ربوہ

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس 200/-
SPERMATOZOA COURSE
عورتوں کیلئے کورس 75/-
STERILITY COURSE
ATHRA COURSE 90/- اٹھراء کورس
تفصیلی لٹریچر مفت

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱

روم ایئر کولر
پنکھے (جمبو۔ نشان۔ نیشنل)۔ یونس فین۔
فائیو سٹار فین۔ عظیم فین۔
واشنگ مشین (جمبو۔ صوبی۔ نیشنل۔ سلیقہ)
سٹیبلائزر (یونیورسل۔ نیشنل)
گیس کے چولہے۔ سیل فیکٹری ریٹ پر۔
نہایت ارزاں قیمت۔ مکمل گارنٹی۔

حسن ٹریڈرز
بالمقابل ایوان محمود گولبازار۔ ربوہ
فون ۴۵۴

گول بُرز

ریفریجریٹر۔ ایئر کنڈیشنر۔ ڈیپ فریزر اور آٹومیٹک واشنگ مشین کی معیاری مرمت کے لئے۔

۵۸ ایگر و اسکوائر شادمان مین مارکیٹ لاہور
فون: ۴۸۸۸۴۴ / ۴۸۰۹۴۴

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام

NASA

ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

ناسا اسٹیٹ ڈویلپر اینڈ بلڈرز فیصل آباد
فون: آفس: ۴۴۲۸۶، ۴۷۰۹۲
رہائش: ۴۳۱۱۵
طالبِ دعا: سہیل مشتاق

ANAM TRAVELS

آپ کا اپنا ادارہ
دنیائے سفر میں
آپ کے ہم سفر
انعم ٹریولز
ٹیلیفون ٹیلیکس
کی سہولت کیساتھ
ویزے کی معلومات اور خصوصی رعائتی ٹکٹوں کے حصول کیلئے نیز بیرونی ملک آپ کے سفر کیلئے ہماری مستعد خدمات آپ کیلئے ہیں۔ خدمت کا موقع دیجئے۔

۱۴۔ ڈی فیروز سنٹر (نزد طیاق) فضل حق روڈ
بلیو ایریا۔ اسلام آباد
ٹیلیفون: ۸۱۸۰۵۷، ۸۵۳۴۸۹
ٹیلیکس: ۵۴۵۹۲ TDISB

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

- قدیمی - اولین - شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

برانچیں

- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

- نرینہ اولاد سے محروم - بے اولاد - اٹھراء - سوکھا - گرمی - گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰
فون ۰۴۳۱ ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷

زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: - ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاہور: جوہر ویو فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبیر ڈاکخانہ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ